ماہنامہ

قومی زبان

حیدرآباد

تلنگانہ اسٹیٹ اردو اکیڈیمی کا علمی، ادبی، لسانی، فنی و سائنسی جریدہ

جون 2018ء

15/- روپے

ISSN 2321-4627

قرینہ

ہم کلامی	پروفیسر ایس اے شکور	6

مضامین:

مخدوم ۔ اردو شعر و ادب کا خادم	ڈاکٹر فضل اللہ مکرم	7
جامعہ عثمانیہ کا ایک جہدکار...... مخدومؔ	ڈاکٹر جعفر جری	12
منٹو تنقید ۔ ایک مختصر جائزہ	ڈاکٹر سید وصی اللہ بختیاری عمری	17
ڈاکٹر حلیمہ فردوس بچوں کی ایک اہم ادیبہ	ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی	22
مدارس میں جدید ٹکنالوجی کا استعمال	محمد خوشتر	27
عربی ادبیات کے اردو ترجمے	ڈاکٹر ابرار احمد اجراوی	31
اقبال کا تصور عشق	محمد عبدالنعیم	37
فکریات حالیؔ کی تشکیل و ترویج	جمشید احمد ٹھوکر	41
جگر کے عقیدت مندوں میں شکیل بدایونی بھی	محمد کیف فرشوری بدایونی	47
خورشید احمد جامیؔ اور ان کی شاعری کی خصوصیات	فیاض احمد	56

طنز و مزاح و افسانے:

گدھا شری ۔ ایک اور گدھے کی سرگذشت	ڈاکٹر محمد علی رفعتؔ آئی۔اے۔ایس (ریٹائرڈ)	59
ڈبل کراس	طٰہٰ آفندی	64
بدلتے دھارے	ڈاکٹر محمد عظیم الدین بخش	69
خلائی ادوار کے احاطے میں	مہتاب عالم فیضائیؔ	75

حصہ نظمؔ:

نظم تلنگانہ	قاری ولی محمد زاہدؔ	79
نظم تلنگانہ	محمد ابوالمختار کاتبؔ	80
مزاحیہ غزلیں	فرید سحرؔ	81
غزلیں	کشور سلطانہ	82

oOo

ڈاکٹر سید وصی اللہ بختیاری عمری
اسسٹنٹ پروفیسر
صدر شعبہ اردو، گورنمنٹ ڈگری کالج،
رائے چوٹی، ضلع کڈپہ (آندھرا پردیش)

منٹو تنقید۔ ایک مختصر جائزہ

تنقید' ادب کی زندگی کے لئے سانس کی مانند اہمیت رکھتی ہے۔ تنقید' ادب کی قدر و قیمت متعین کرتی ہے اور ادیب کے مقام و مرتبہ کا تعین بھی تنقید ہی کرتی ہے۔ بلکہ تنقید اس سے آگے بڑھ کر تخلیق کاروں کی رہبری ورہنمائی کا فریضہ بھی انجام دیتی ہے کہ جو کچھ لکھا گیا ہے' وہ کیا ہے اور اُسے کیسا ہونا چاہیے۔

سعادت حسن منٹو کی صد سالہ یومِ پیدائش کے موقعہ پر اردو دنیا میں منٹو صدی تقاریب کا انعقاد کیا گیا، سیمناروں کے علاوہ رسائل وجرائد کے خاص نمبر بھی نکالے گئے جن میں منٹو کے فکروفن کا جائزہ لیا گیا، اُس کی تخلیقات کا تجزیہ کیا گیا اور عقیدتوں کے وفور میں منٹو کو خراجِ عقیدت بھی پیش کیا گیا۔

فی الواقع' منٹو تنقید کا معاملہ نہایت حساس معاملہ ہے۔ یہ ناقدین ادب کی اصابتِ فکری اور دانش مندی کی امتحان گاہ ہے۔ منٹو تنقید' نقاد سے بالغ نظری' ژرف نگاہی اور توازن واعتدال کی طالب ہے۔

منٹو کے فکروفن کا جائزہ وتجزیہ' تشریح وتفہیم اور نقد وانتقاد کے لئے ضروری ہے کہ منٹو کے ذہن ونفسیات، اُس کے مزاج واُفتاد اور اس کے عہد وسماج کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا جائے۔

منٹو تنقید کے سلسلے میں سب سے پہلے منٹو کی تحریروں کو ترجیح دی جانی چاہیے۔ خود منٹو نے اپنے مضامین میں اور دیگر تحریروں میں اپنے افسانوں کا دفاع کیا ہے۔ اپنے افسانوں کے اُن کرداروں کی وکالت کی ہے جو خود اُسی کے تخلیق کردہ ہیں۔ منٹو کے افسانوں کے تجزیہ وتفہیم کے سلسلے میں کو داسی کی تحریریں اولیت کی مستحق بھی ہیں کیوں کہ خود تخلیق کار اپنی تخلیقات کا اولین ناقد ہوتا ہے۔

منٹو تنقید کو کئی حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ تائید وتردید' یا پھر مخالفت ومدافعت۔ اسی طرح منٹو تنقید میں وہ مقالات بھی شامل ہیں جو ہند و پاک کی دانشگاہوں' یونیورسٹیوں سے پی ایچ۔ ڈی کی ڈگریوں کے لئے لکھے گئے۔

اسی طرح منٹو تنقید میں منٹو پر لکھے گئے مضامین و مقالات کے علاوہ منٹو کے فکروفن اور اس کے تفہیم وتشریح

کے سلسلے میں لکھی جانے والی تحریریں اہمیت کی حامل ہیں۔

اس ضمن میں مستشرق ناقدین بھی قابلِ ذکر ہیں جنہوں نے منٹو کے تراجم کی بنیاد پر اپنی تنقید کی عمارت تعمیر کی ہے۔ منٹو کی مخالفت و مخاصمت میں لکھی جانے والی کتابوں کے علاوہ ایسی کتابوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے جن میں منٹو کو عظیم افسانہ نگار اور صفِ اول کا فنکار قرار دیا گیا ہے۔

منٹو تنقید کے ایک مختصر جائزہ سے یہ محسوس کیا جاسکتا ہے کہ اردو میں منٹو کی مخالفت میں لکھی جانے والی تحریروں سے کہیں زیادہ اکثریت ایسے ناقدین کی ہے جنہوں نے اعتدال، توازن اور عدل و انصاف سے منٹو کی تنقید کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔

تنقید میں چوں کہ نظریہ اور عمل کی بناء پر تضاد پیدا ہو جاتا ہے، لہٰذا منٹو تنقید کے ضمن میں بھی محسوس کیا جاسکتا ہے کہ ترقی پسند ناقدین کا رویہ منٹو کی تنقید کے سلسلے میں الگ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر علی سردار جعفری، خلیل الرحمن اعظمی، کرشن چندر وغیرہ کی تحریریں۔

منٹو تنقید میں منٹو کے فن پر لکھنے والے وقار عظیم بھی اہمیت کے حامل ہیں۔ وقار عظیم کی منٹو تنقید کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ اُن کی تنقید تاثراتی اور روایتی نوعیت کی ہے۔ لیکن انہوں نے منٹو کے فن کا جو تجزیہ کیا ہے، اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

عزیز احمد کا نام بھی منٹو تنقید میں اہمیت کا حامل ہے۔ چوں کہ وہ خود ایک فکشن کے اہم تخلیق کار رہیں، لہٰذا انہوں نے اپنا سروکار منٹو کی تکنیک اور اسلوب بیان تک محدود رکھا ہے۔

منٹو تنقید کے سلسلے میں سب سے پہلا، اہم اور معتبر نام ممتاز شیریں کا ہے، جنہوں نے ''منٹو-نوری نہ ناری'' جیسی کتاب سب سے پہلے پیش کی اور منٹو تنقید میں اپنی اولیت درج کرائی۔

ممتاز شیریں نے منٹو پر باقاعدہ مضامین لکھے جن کا مجموعہ کتابی شکل میں سامنے آیا۔ منٹو شناسی میں ممتاز شیریں کا نام اہمیت کا حامل ہے۔ ممتاز شیریں نے منٹو کے تصورِ انسان کو پیش کیا۔ انہوں نے منٹو کو سچے، دیانت دار اور فطری فنکار کی حیثیت سے اجاگر کیا۔ ممتاز شیریں نے منٹو کے افسانوں کے بارے میں یہ خیال پیش کیا کہ:

''منٹو کے افسانوں میں کوئی ابہام نہیں، نہ کوئی پوشیدہ رمز و اشارے ہیں، نہ کوئی پیچیدہ گتھیاں کہ اُن کے سلجھانے میں دقت محسوس ہو۔ وقت کے ساتھ نئی تفسیریں، نئی تعبیریں ہوں اور تہہ در تہہ معانی نکالے جائیں۔ یہ صاف، کھلی، سیدھی اور براہِ راست نوعیت کی تحریریں ہیں، جن کا پیغام واضح ہے۔'' (منٹو - نوری نہ ناری، ص:154)

ڈاکٹر برج پریمی کا نام بھی منٹو تنقید، بلکہ تحقیق و تنقید میں اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے منٹو کی حیات اور کارنامے کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کا مقالہ تحریر کیا۔ علاوہ ازیں انہوں نے منٹو پر کئی کتابیں بھی مرتب کیں۔

بابائے جمالیات شکیل الرحمن نے ''منٹو شناسی''

کے نام سے ایک کتاب تحریر کی۔ اپنی جمالیاتی تنقید میں انہوں نے منٹو کے ہاں پائے جانے والے جمالیاتی عناصر کو اجاگر کیا۔ اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ منٹو کے فکر وفن کا جائزہ بھی لیا۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

''حقیقت نگاری میں جس صحیح زاویۂ نگاہ کی ضرورت تھی، منٹو اُسے پیدا کرتے کرتے رہ گئے۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ منٹو کا سماجی شعور وہ ابال پیدا نہ کرسکا تھا جس کی ضرورت تھی۔ پھر بھی منٹو کی کمزور اور فحش کہانیوں میں بھی کچھ باتیں ایسی مل جاتی ہیں، جن کی ہمیں قدر ہی نہیں کرنی چاہیے بلکہ اُن باتوں سے فائدہ بھی اُٹھانا چاہیے۔ ان کی اچھی اور ستھری کہانیوں میں جو رعنائیاں اور برنائیاں ہیں، وہ تو اپنی جگہ پر عیاں اور ظاہر ہیں، لیکن ساتھ ساتھ ان کی ضعیف اور گندی کہانیوں میں بھی افسانے کی تکنیک کا خاص خیال ہے اور تکنیک کا یہ خاص خیال ہمیں دعوتِ غور وفکر دیتا ہے۔ مثلاً کرداروں میں انسانی تجربوں کی شمولیت اور ان تجربوں کا خاص وژن۔ منٹو کا ہر کردار اپنی جگہ ایک ٹھوس حقیقت رکھتا ہے اور ہر کردار میں ایک خاص ماحول کے انسانی تجربے شامل ہوکر اس کردار کی انفرادیت میں زندگی پیدا کردیتے ہیں۔ اور یہ کردار، کیرکٹر کا حصہ بن جاتے ہیں۔ منٹو کے یہ کردار ہمارے ماحول میں ہمارے ساتھ سانس لیتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اپنی ٹھوس انفرادیت کے ساتھ۔''

پروفیسر شکیل الرحمن نے منٹو کے افسانوں میں عریاں نگاری کے متعلق تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''وہ حقیقت کی سچائی ہمیشہ پیش کرتے رہے، یہ الگ بحث ہے کہ سچائی کی پیش کش میں ان کا لہجہ کیسا رہا اور اندازِ بیان کی کیا صورت رہی۔ یہ ضرور ہے کہ جب گندی باتوں کی پیش کش کی ضرورت ہوئی تو وہ توازن قائم نہیں رکھ سکے اور مزاج کی تلخی اور گہری جذباتیت کی وجہ سے عریاں نگاری کے بُری طرح شکار ہوگئے۔ نفسیاتی تحلیل نفسی کے لئے نفسیاتی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ منٹو کی یہ کمزوری ہے کہ وہ اس نفسیاتی احتیاط اور سماجی آہنگ کو نہیں سمجھ سکے اور اپنے فن میں گندگی کے ساتھ ایک عجیب سکون اور انتہا پسندی Exterimism پیدا کرلی۔''

گوپی چند نارنگ نے اپنے مضامین میں منٹو تنقید کی جانب توجہ دی ہے۔ انہوں نے منٹو کے متن کی قرأت کی روشنی میں اپنے تنقیدی آراء کو پیش کیا ہے۔ نارنگ نے منٹو تنقید کے سلسلے میں منٹو کی اُن تحریروں اور تبصروں کو اہمیت دی ہے، جن میں منٹو نے خود اپنے فن کا جائزہ لیا ہے اور اپنے افسانوں کے دفاع کی کوشش کی ہے۔ اس ضمن میں نارنگ نے منٹو کی ان تحریروں کو پیش کیا ہے:

''اعتراض کیا جاتا ہے کہ نئے لکھنے والوں نے عورت اور مرد کے جنسی تعلقات ہی کو اپنا موضوع بنالیا ہے۔ میں سب کی طرف سے جواب نہیں دوں گا، اپنے متعلق اتنا کہوں گا کہ یہ موضوع مجھے پسند ہے۔ کیوں ہے۔ بس ہے۔ سمجھ لیجئے کہ مجھ میں PERVERSION ہے اور اگر آپ عقلمند ہیں، چیزوں کے عواقب اور عواطف اچھی طرح جان سکتے ہیں تو سمجھ لیں گے کہ یہ بیماری مجھے کیوں لگی

ہے۔ زمانے کے جس دور سے ہم گذر رہے ہیں، اگر آپ اس سے واقف نہیں ہیں تو میرے افسانے پڑھیں اور اگر آپ ان افسانوں کو برداشت نہیں کرسکتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ ناقابل رداشت ہے، جس نقص کو میرے نام سے منسوب کیا جاتا ہے، وہ دراصل موجودہ نظام کا نقص ہے۔''

اسی طرح منٹو نے ایک جگہ اپنے دفاع میں یہ بھی کہا تھا:

''جو لوگ فحش ادب کا 'یا جو کچھ بھی یہ ہے، خاتمہ کردینا چاہتے ہیں' تو صحیح راستہ یہ ہے کہ اُن حالات کا خاتمہ کردیا جائے جو اس ادب کے محرک ہیں۔''

ایک اور جگہ منٹو لکھتا ہے:

''ہماری تحریریں آپ کو کڑوی کسیلی لگتی ہیں، نیم کے پتے کڑوے سہی، مگر خون کو صاف کرتے ہیں۔''

ان تحریروں کو پیش کر کے نارنگ نے منٹو کے افسانوں اور سماجی حالات اور سیاق میں اپنی تنقید کو آگے بڑھایا ہے۔ موصوف نے منٹو تنقید کے سلسلے میں احتیاط کی دعوت دی ہے، انہوں نے منٹو کی زندگی میں تنقیص محض اور منٹو کے مرنے کے بعد 'پس مرگ تحریروں میں منٹو کی تحسین محض کو غلط قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

''منٹو کی زندگی میں جو کچھ اُس کے بارے میں لکھا گیا، زیادہ تر سطحی اور صحافیانہ اور لچر پوچ ہے۔ انتقال کے بعد رویہ بالکل بدل گیا۔ لیکن اگر پہلے یکسر تنقیص ہی تنقیص تھی' تو بعد کا انداز یکسر تعریفی و تقریظی ہے۔ یعنی اگر پہلے کلی تخالف اور تردید ہے تو بعد میں مبالغہ آمیز تعریف وتحسین ہے۔ دوسرے لفظوں میں اگر پہلا رویہ سراسر جذاتی اور غیر ادبی تھا، تو دوسرا رویہ بھی اتنا ہی غیر ادبی اور غیر تخلیقی ہے۔ فقط زاویہ نگاہ بدل گیا ہے، نوعیت وہی ہے۔ یعنی تنقیص بھی سراسر جذاتی تھی اور تحسین بھی جذباتی ہے۔''

منٹو تنقید کے سلسلے میں محمد حسن عسکری، احمد ندیم قاسمی، علی سردار جعفری، اوپندر ناتھ اشک، برج پریمی، انیس ناگی، پریم گوپال متل، محمد اسد اللہ، ابوسعید قریشی، جگدیش چندر ودھان (صاحب منٹو نامہ)' وقار عظیم، نگار عظیم، کرشن چندر، باقر مہدی وغیرہ جیسے کئی نام اہم ہیں۔ لیکن ان تمام ناقدین میں دور حاضر کے معروف ناقد وارث علوی کا نام منٹو تنقید میں سب سے اہم ہے۔

وارث علوی کو تنقید کا منٹو کہا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے مختلف تنقیدی مضامین میں منٹو کے فکر وفن' منٹو کے افسانوں کی تکنیک اور مواد کا تجزیہ رنے کی کوشش کی ہے۔

وارث علوی کی منٹو تنقید کو جس میں انہوں نے انگریزی ادب اور عالمی تناظر میں منٹو کے فکر وفن کا جائزہ لیا ہے۔ وارث علوی کی زبان اور اسلوب بیان بھی کافی عجیب ہے۔

وارث علوی نے منٹو کو محبت اور عقیدت کے ساتھ پڑھا ہے۔ اُن کا تنقیدی رویہ منٹو کے محاسن کو اجاگر کرنے سے عبارت ہے۔ وہ منٹو کو نہ صرف پسند کرتے ہیں' بلکہ اپنی پسند کو استدلالی رنگ میں کچھ اس طرح پیش کرتے ہیں کہ سب انہیں پسند کرنے لگیں۔

وارث علوی کی کتاب ''منٹو-ایک مطالعہ'' کے آغاز میں انہوں نے فلابیر کا ایک جملہ نقل کیا ہے، جس سے کسی قدر اُن کے تنقیدی رجحان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔فلابیر کا قول ہے:

''کسی بھی بڑے فنکار کو آپ محبت اور پیار سے پڑھئے، جب آپ اسے پڑھ لیں گے تو آپ کی آنکھوں میں وہی چمک پیدا ہوگی جو کوہ سینا سے اُترتے وقت موسیٰ کی آنکھوں میں تھی۔''

وارث علوی منٹو تنقید میں اس وجہ سے بھی اہمیت کے حامل ہیں کہ انہوں نے منٹو سے متعلق اپنے متقدم ناقدین کی آراء سے اختلاف کیا ہے؛ جس میں طنز و تعریض بھی شامل ہے۔ وارث کا مقصد منٹو کا اعتراف اور تحسین منٹو ہے۔لیکن انہیں منٹو سے والہانہ عشق بھی ہے جس کی وجہ سے اُن کی حیثیت منٹو پسند کی نہیں بلکہ منٹو کے ایک ایسے وکیل کی ہے؛ جو پُر زور وکالت بھی کرتا ہے۔ بہ اعتبار مجموعی؛ وارث علوی منٹو تنقید میں اہمیت کے حامل ہیں، انہیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

منٹو تنقید کے ذیل میں مختلف معروف و غیر معروف ناقدین کی تحریریں، منٹو کے خلاف اور منٹو کی تائید میں لکھی جانے والی کتابیں، منٹو کے فکروفن پر شائع ہونے والے رسائل وجرائد کے مختلف نمبر سبھی اپنی جگہ اہم ہیں۔ اس طرح ''منٹو تنقید'' تحقیق و تنقید کا ایک نیا در وا کرتی ہے۔

❀❀❀

ظالم کے سامنے حق بات

حجاج بن یوسف ثقفی عراق کا گورنر تھا اس نے اپنے دور میں ظلم وستم کی انتہا کردی تھی۔اس دور میں عراق میں ایک حق پرست ولی اللہ حضرت حسن بصریؒ تھے جنہوں نے حجاج کے ظلم وجور کے خلاف آواز بلند کی۔ حجاج نے گورنر بنتے ہی بغداد میں اپنے لئے ایک عالیشان محل بنوایا اور افتتاحی تقریب میں لوگوں کو دعوت عام دی۔حسن بصریؒ نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس مجمع میں پہونچ گئے اور حجاج کے مظالم کے خلاف لوگوں کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا کہ ''ہمیں معلوم ہے کہ فرعون نے اس سے زیادہ خوبصورت اور عالیشان عمارات تعمیر کئے تھے لیکن اللہ نے فرعون کو ہلاکردیا اور اس کے محلات کو بھی تباہ کردیا۔کاش حجاج کو معلوم ہوجائے کہ آسمان والے اس سے ناراض ہیں اور زمین والوں نے اس کو دھوکے میں رکھا ہوا ہے۔اسی طرح حسن بصریؒ خوب حجاج کے خلاف برستے رہے۔حجاج کو خبر ہوئی تو غصے میں آپے سے باہر ہوگیا اور فوری حضرت حسن بصریؒ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا اور جلاد کو بھی بلوالیا۔جب پولیس حضرت حسن بصریؒ کو گرفتار کرکے دربار میں لائی اور حضرت حسن نے جلاد' تلوار اور چمڑے کی چادر کو دیکھا تو پورے اطمینان کے ساتھ اللہ رب العزت سے دعا کی۔اب جیسے ہی حجاج نے ان کی طرف نظر کی تو اس پر ان کی ہیبت طاری ہوگئی اور بجائے اس کہ وہ انہیں سزا دیتا' پورے ادب واحترام کے ساتھ حضرت حسن بصریؒ کو اپنے تخت پر بٹھایا اور اُن سے دینی مسائل دریافت کرنے شروع کردیئے۔حضرت حسن نے پورے اطمینان سے اس کے جوابات دیئے۔اس طرح حضرت حسن کی حق بات کہنے سے اللہ نے دشمن اور ظالم کے دل میں اُن کی ہیبت طاری کردی۔ہمیں اس واقعہ سے سبق لینے اور ہمیشہ حق بات کہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ماہنامہ

قومی زبان

حیدرآباد

تلنگانہ اسٹیٹ اردو اکیڈیمی کا علمی، ادبی، لسانی، فنی و سائنسی جریدہ

جون 2018ء

15/- روپے

ISSN 2321-4627